www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمِ اسلام کے ملکی دساتیر کا بنیادی نقص

ملکی دستور کی تدوین میں ہر جگہ اور اس کے ہر پہلو سے بحث کی جاتی ہے، کیونکہ پورے ملک کے مستقبل کا سوال ہوتا ہے مگر افسوس! اگر اس کا کوئی پہلو تشنہ رہتا ہے تو وہ صرف ملک کے سیاسی سربراہ کی اخلاقی اور دینی حیثیت کا پہلو ہے دوسری اقوام کے لیے تو ممکن ہے، یہ ایک غیر ضروری اور غیر سرکاری بات ہو، لیکن ملتِ اسلامیہ کے لیے اس کی حیثیت دینی اور سرکاری ہے کیونکہ اس کے بغیر ان پاک اور عظیم مقاصد کا حصول ناممکن ہے، جو ملتِ اسلامیہ کو دنیوی اور اخروی صلاح و فلاح کے ضامن ہو سکتے ہیں۔

اصلاحی اور اسلامی دستور سے مستفید ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ملکی دستور میں سیاسی حکمرانوں اور ملک کی دوسری کلیدی آسامیوں کے حکام کی "سچی مسلمانی" اور ان کے "اسلامی اخلاق" کی تعیین کر دی جائے، ورنہ بہتر سے بہتر دستور بھی بانجھ اور نامراد ہی رہے گا جیسا کہ اب تک کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس فرصت میں مختصراً اس امر پر روشنی ڈال دی جائے کہ:

اسلامی سیاست کیا ہے اور ملتِ اسلامیہ کی سیاسی سربراہی کیا شے ہے؟ تاکہ اگر مسلمان چاہیں تو اپنے ملکی دستور کی تدوین میں ان دفعات کو شامل کر کے اپنی بگڑی بنا سکیں۔

اِسلامی سیاست

اسلامی سیاست کا دوسرا نام "نصیحت" (نصح) اور "حکمت" ہے۔ نصیحت سے مراد جذبۂ خیر خواہی ہے اور حکمت سے مقصود یہاں وہ حکمتِ عملی ہے جو جذبۂ خیر خواہی کے نفاذ اور اطلاقات سے تعلق رکھتی ہے ——— اسلامی سیاست کے لیے ضروری ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے سربراہ اور حکام بھی اس جذبۂ خیر خواہی اور صفاتِ حکمت سے متصف ہوں، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"ما من عبد يسترعيه الله رعية ثم لم يحطها بنصيحة الا لم يدخل الجنة"

کہ جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے رعیت کی ذمہ داری بخشی، پھر اس نے اس سلسلہ میں پوری پوری خیر خواہی ملحوظ نہ رکھی تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری، مسلم عن معقلؓ)

طبرانی کی ایک روایت میں یوں آیا ہے:

"من لا يهتم بامر المسلمين فليس منهم ومن لم يمس ويصبح ناصحا لله ولرسوله ولكتابه ولامامه ولعامة المسلمين فليس منهم" (طبرانی عن حذیفہؓ)

کہ جو شخص مسلمانوں کے معاملات کی پرواہ نہیں کرتا، اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں اور جس شخص نے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اللہ تعالیٰ، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی کتاب حمید اور عام مسلمانوں کی (بھی) خیر خواہی سے غفلت برتی، اس کا بھی ان سے کوئی تعلق نہیں۔

اس جذبۂ پاک کو آپ نے دین سے تعبیر فرمایا ہے:

"الدين النصيحة ثلاثا قلنا لمن؟ قال لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين ولعامتهم" (مسلم عن تمیم الداریؓ)

کہ دین جذبۂ خیر خواہی کا نام ہے، آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی، ہم نے عرض کی حضور! کس کی (خیر خواہی)؟ فرمایا، خدا، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے رہنماؤں اور تمام مسلمانوں کی۔

یعنی جذبۂ خیر خواہی کا دائرہ وسیع ہے کہ انسان خدا کا وفادار ہو، کتاب الٰہی کا فرمانبردار ہو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اطاعت شعار ہو اور ایسے سیاسی سربراہوں، جو خداوند کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہوں، سے صدق دلانہ تعاون اور ان کے جائز احکام کی تعمیل کرے اور مسلمان عوام کا خیر خواہ ہو ——— سیاست کو دین کہنے کے یہ معنے ہیں کہ یہ دین سے الگ کوئی شعبہ نہیں ہے بلکہ اسی کا ایک شعبہ ہے ——— چنانچہ علماء نے سیاست کی یہ تعریف کی ہے:

"علم بمصالح جماعة متشاركة فى المدينة ليتعاونوا على مصالح الابدان وبقاء نوع الانسان فان للقوم ان يعاملوا السنبى والحاكم والسلطان كذا وللسنبى

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

والحاکم والسلطان ان یعامل کل منھم قومہ ورعایاہ کذا ۔"

یعنی ایسا علم کہ جس کی بدولت اپنے باہمی مصالح اور بقاء کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جا سکے کہ قوم اپنے نبی، حاکم اور بادشاہ سے کس طرح معاملہ کرے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی قوم اور رعایا کے ساتھ یوں (اس علم کی روشنی میں) سلوک کرے۔ (دستور العلماء لعبد النبی الاحمد نگری)

ان احادیث کی تائید آیات الٰہی سے بھی ہوتی ہے ——— قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس طرح منقول ہے:

"اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○ (الاعراف)

کہ میں تم تک اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا دیانتدار خیر خواہ ہوں۔"

حضرت صالح نے اپنی قوم سے فرمایا:

"لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○

کہ میں نے تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور جو خیر خواہی کرنی تھی کر دی، مگر (افسوس) سچے خیر خواہوں سے تمہیں کوئی انس نہیں۔"

سورۂ اعراف ہی میں حضرت نوح کا ارشاد بھی موجود ہے:

"اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ"

کہ میں تم تک اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارے معاملہ میں خیر خواہی کر رہا ہوں۔

یہ جذبۂ خیر خواہی اندھے کی لٹھ کا نام نہیں بلکہ یہ ایک حکمت عملی ہے جس کے ذریعے "جذبۂ خیر خواہی" کا اتمام ہوتا ہے اور اس کا فیضان عام اور بے لاگ ہو جاتا ہے۔

حکمت کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

"رجل اٰتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا" (بخاری عن ابن مسعودؓ)

کہ (قابل رشک دوسرا) وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے "فراست مومنانہ" اور "عدل حکیمانہ" کی دولت بخشی، پھر وہ اس کے مطابق نظام چلاتا اور تعلیم دیتا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قرآن مجید میں ہے :

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا الخ (البقرہ)

کہ اللہ جس کو چاہتا ہے (بات کی) سمجھ دیتا ہے اور جس کو (یہ) سمجھ دی گئی، اس نے یقیناً بڑی دولت پائی اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں جو سمجھدار ہیں۔

گویا معلوم ہوا کہ حکمتِ عملی کے سلسلہ کی سوجھ بوجھ اہلیت کا ایک سرٹیفکیٹ بھی ہے، جو اس سے عاری ہیں وہ اہل نہیں ــــ اسی طرح جو اپنے دائرہ اثر میں "خیر خواہی کے جذبہ" سے دامن تہی رکھتا ہے وہ بھی ملتِ اسلامیہ کی سیاسی سربراہی کا اہل نہیں رہتا ــــ کیونکہ اس سے مقصد ہی حصولِ خیر و برکت ہے اور اگر کوئی قائد اس سے عاری ہے تو خیرِ کثیر سے اس کی اپنی جھولی خالی ہے وہ دوسروں کو کیا دے گا؟

قرآنِ حکیم نے نصیحت اور حکمتِ عملی کے مجموعہ کو یوں بیان فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ " (س ۲۷ نساء)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم "امانتیں" ان کے حقداروں کے حوالے کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو انصاف سے کرو۔

ــــ حقوق حقداروں کے حوالے کرنا اور پوری دیانتداری کے ساتھ سپرد کرنا، بس یہی اسلامی سیاست ہے

الغرض : سیاست کی وادیٔ سینا میں قدم رکھنے کے لیے یدِ بیضا اور ضربِ کلیمی کے اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے، یہ کار دنیا نہیں، خدا کی عبادت ہے اور خلقِ خدا کی خدمت! ــــ ہر بوالہوس اس کا اہل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندگانِ خدا کو ہانکنا نہیں، لے کر چلنا ہے، خدا کو بہلانا نہیں، اس کے حضور سچی عبودیت کا ہدیہ پیش کرنا ہے ــــ جہاں عوام کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خیر خواہ حکمرانوں کا استحصال نہ کریں بلکہ ان کو اپنا تعاون پیش کریں وہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ عوام، حکمرانوں کی ضیافتِ طبع کی مایہ نہیں، قوم کی امانت ہیں اور جو سیاسی سربراہ اس احساس، شعور، دل سوزی اور اخلاص کی متاعِ گراں مایہ سے محروم ہیں، وہ ملتِ اسلامیہ کی قیادت کے اہل قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

ملتِ اسلامیہ کی قیادت بڑے جان جوکھوں کا کام ہے مگر افسوس! ہر بوالہوس آج اس کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

...ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آج آپ کے سامنے اسلام کا معیارِ قیادت بھی پیش کر دیا جائے،
تاکہ آپ اندازہ کر سکیں کہ ملکی دستور کی تدوین میں جو شے سب سے اہم اور بنیادی ہے تھی، نظر انداز
کیا اس کو کیا جا رہا ہے۔ ہم پوری قوم سے اپیل کرتے ہیں کہ اس کو ملکی دستور میں مناسب آئینی تحفظ
دیا جائے تاکہ پورا عالمِ اسلام اناڑیوں کا تختۂ مشق بننے سے بچ جائے۔

اسلام کا معیارِ قیادت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب امت کی امامت عطا ہوئی تو اس سرفرازی اور دینِ الٰہی کو
دیکھ کر جھوم اٹھے اور بولے:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ " (الٰہی!) اور میری اولاد؟

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (البقرۃ)

جواب دیا، جو ظالم ہیں وہ میرے اس عہد میں داخل نہیں ہیں۔

گویا ظالموں (نااہلوں) سے میرا کوئی وعدہ اس لیے نہیں کہ وہ اسلام کے معیارِ قیادت پر پورے
نہیں اترتے ——— اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظالمین کے زمرے میں کون کون داخل ہیں؟
اگر قرآن مجید ہی کی روشنی میں ظالمین کی تعیین کر لی جائے تو یہ امر محتاجِ وضاحت نہ رہے گا
کہ قوم کی قیادت کا اہل کون ہے اور نااہل کون؟

ظالم قرآن کی اپنی اصطلاح ہے جو اردو کے لفظی مفہوم سے زیادہ وسیع اور جامع ہے
——— خدا کے نزدیک مشرک بھی ظالم ہے:

"اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمان: ع ۲) کہ شرک ظلم عظیم ہے۔"

جو حدود کا لحاظ نہیں کرتے، وہ بھی ظالم ہیں:

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (طلاق ع ۱)

کہ جس نے اللہ کی حدوں سے باہر قدم رکھا اس نے اپنی ذات پر ظلم کیا۔

اپنی دولت اور دھن کے نشہ میں دھت اور مسرت بھی ظالم ہیں:

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ (پ ۱۲، ھود ع ۱۰)

یعنی جن لوگوں نے ظلم کیا تھا وہ تو ان ہی دنیوی لذات کے پیچھے پڑے رہے جو ان کو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دی گئی تھیں؟

ــــ اور وہ لوگ بھی ظالم ہیں جو با اثر لوگوں کا دم بھرتے رہے۔ خدا کے ہاں ان کی یہ معذرت کام نہ آئے گی کہ ہم مجبور تھے ــــ کمزور دل اور بڑے لوگوں کی باہمی تو تکار کے ذکر کے بعد فرمایا ــــ "يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝" کہ اس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی نفع نہ دے گی، ان پر خدا کی لعنت اور ان کے لیے برا ٹھکانہ ہے۔" (پ ۲۴ ۔ مومن ۔ ع ۶)

وہ لوگ بھی ظالم ہیں جو اسلام کے صرف وہ فیصلے اپناتے ہیں جن میں ان کا فائدہ ہو ورنہ نہیں مانتے۔

"وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ...... بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝"

یعنی جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو ان میں کچھ لوگ منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہاں اگر اس میں ان کا کچھ فائدہ ہوتا ہے تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں ــــ یہ لوگ یقیناً ظالم ہیں۔"

جو لوگ اپنے جتھے، کنبہ یا پارٹی کے سلسلہ میں اس قدر پختہ ہوتے ہیں کہ اگر وہ حق کا ساتھ بھی چھوڑ دیں تو یہ پھر بھی ان کو نہیں چھوڑتے ــــ یہ لوگ بھی ظالم ہیں:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝"

کہ مسلمانو! اپنے باپ دادوں اور بھائی بندوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں انکار حق کو اختیار کریں (اور اس کے باوجود بھی) تم میں سے کوئی اگر ان کے ساتھ یارانے رکھے گا تو ایسے لوگ ظالم ہوں گے۔"

جو لوگ اعراض عن الحق کی راہ پر گامزن ہیں، قرآن نے ان کو سب سے بڑا ظالم (نا اہل) قرار دیا ہے ــــ "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ" کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظالم ہوگا جس کو خدا کی آیات یاد دلائی جائیں اور وہ اس سے روگردانی کرے اور اپنے پہلے کرتوت بھول جائے۔" (الکہف)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (مائدہ)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی ظالم ہیں۔

—— یہ ہے وہ تعیین جو قرآنِ مجید نے "ظالمین" کی فرمائی ہے۔ پس ایسے لوگ قیادت کے اہل قرار نہیں دیے جا سکتے اور اسی لیے ذاہ اور دو ٹوک الفاظ میں فرما دیا کہ:

"لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ —— کہ میرا عہد ظالموں تک نہ پہنچے گا'

خواہ وہ اولادِ ابراہیمی ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں۔

یہ لوگ بھی نااہل ہیں:

ظالمین کے علاوہ بھی قرآنِ مجید نے بعض لوگوں کی قیادت کی واضح نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ صاف الفاظ میں فرمایا:

"وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

کہ ایسے شخص کی اطاعت نہ کر جس کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنے نفس کا غلام ہو رہا اور جس کے کام حد سے گزرے ہوئے ہوں۔" (الکہف)

امام ماوردی (ف ۴۵۰ھ) نے لکھا ہے کہ:

"ملک کا سربراہ اپنی غیر معتدل خواہشات کا غلام ہو جائے اور اپنے شہوانی جذبات سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا شرعی پابندیوں کی خلاف ورزی کرے —— ایسی صورت میں کوئی شخص نہ تو امام منتخب ہو سکتا ہے اور نہ بطور سیاسی سربراہ اپنے عہدے پر قائم رہ سکتا ہے۔"

ان کے الفاظ یہ ہیں:

"واما الجرح فی عدالتہ وھو الفسق فھو علی ضربین: احدھما ما تابع فیہ الشھوۃ والثانی ما تعلق فیہ بشبھۃ، فاما الاول منھما فمتعلق بافعال الجوارح وھو ارتکابہ للمحظورات واقدامہ علی المنکرات تحکیما للشھوۃ وانقیادا للھوی فھذا فسق یمنع من انعقاد الامامۃ ومن استدامتھا" (الاحکام السلطانیہ)

سورۃ الشعراء میں فرمایا:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وَلَا تُطِيعُوٓا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

اور ان مسرفین اور عیاشی لوگوں کی اطاعت سے پرہیز کرو جو تخریب پسند ہیں (یعنی قیادت عیاشی اور تخریب پسندوں کے حوالے بھی نہ کرو) اور اصلاحِ احوال کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

چنانچہ فرمایا:

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ (النساء)

کہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد جو رسول ؐ کے خلاف کرے اور مومنوں کی روش چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی دھکیل دیں گے جدھر کو وہ چل پڑا ہے پھر اس کو جہنم میں داخل کریں گے"

ظاہر ہے جو شخص جہنمی ہے وہ لائقِ اتباع اور مومنوں کی قیادت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے؟

۔ قومی نمائندوں کے نعرے ایک زمونگ سب ہے۔ خداوند کریم کا واضح ارشاد ہے کہ:

"اِتَّبِعُوا مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ"

کہ تمہارے رب کی طرف سے جو تم پر نازل کیا گیا ہے اس کا اتباع کرو اور اسے چھوڑ کر دوستوں اور رفقاء کا اتباع نہ کرو"

لیکن اس کے باوجود ان (قومی نمائندوں) کو دستور سازی کے اختیارات کا حق دے کر ان کو خدا کے متوازی بٹھا دیا گیا ہے حالانکہ یہ سب مل کر بھی حکمِ خداوندی کو رد نہیں کر سکتے:

"يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝"

کہ اے یارانِ جیل! (بھلا سوچو تو سہی) کہ یہ مختلف خدا اچھے ہیں، یا زبردست اور وحدہٗ لاشریک لہٗ اللہ"

ارباب متفرقون سے مراد سربراہ مملکت، مشیرانِ کار اور حکامِ اعلیٰ ہیں۔ نیز آج کل کے یہ نمائندے بھی "ارباب متفرقون" میں داخل ہیں جن کی وجہ سے علاقائی قیادتوں اور اطاعتوں کے انتشار نے وبائی صورت اختیار کر لی ہے اور ان کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ کے کلمہ جامعہ" اور "وحدتِ ملی کے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امکانات کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

قیادت کے اہل کون لوگ ہیں؟

ظالمین اور دوسرے نااہلوں کے برعکس قیادت کے اہل وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ہے:

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (پ ۷، الانعام ع ۹)

"کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی، وہی لوگ امن و امان کے مستحق ہیں اور یہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔"

نیز ان کی اہلیت کی عام فہم اور واضح نشانی قرآن نے یہ بیان کی ہے:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (پ ۱۷، الحج ع)

"یعنی یہ و[illegible] اگر روئے زمین پر ہم ان کو اقتدار دیں تو وہ نمازیں قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا فریضہ ادا) کریں گے۔"

"اقامتِ نماز" سے مراد مسنون طریقہ سے نماز پڑھنے اور عبودیت کی اس [illegible] جو ایک نمازی اپنی نماز میں پیش کرتا ہے، خارج میں بھی برپا کرنا ہے۔

"ایتائے زکوٰۃ" سے مراد راہِ خدا میں مالی ایثار ہے جس میں فرض زکوٰۃ بھی آجاتی ہے۔

"امر بالمعروف" سے مراد نظامِ حق برپا کرنا اور "نہی عن المنکر" سے مراد نظامِ باطل کا قلع قمع کرنا ہے ——— رومیوں کو جب پے در پے شکستوں کا سامنا ہوا تو ہرقل روم نے دریافت کیا کہ اس کے اسباب کیا ہیں؟ چنانچہ ان سے ایک بزرگ آدمی بولے:

"من اجل انهم يقومون الليل ويصومون النهار ويوفون بالعهد ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويتناصفون بينهم"

"کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان رات کو قیام کرتے ہیں، دن میں روزہ رکھتے ہیں۔ عہد پورا کرتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند ہیں اور باہم انصاف کرتے ہیں۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یہ سن کر جبرئیل بولا "صدقت" کہ تو نے سچ کہا ــــــ !

حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الولایۃ لها رکنان (۱) القوۃ (۲) والامانۃ، والقوۃ فالحکم ترجع الی العلم بالعدل بتنفیذ الحکم، والامانۃ ترجع الی خشیۃ اللہ" (اختیارات العلمیہ ص۱۹۷)

کہ حکومت کے دو ستون ہیں۔ قوت اور امانت، حکم میں قوت کے یہ معنے ہیں کہ عدل اور قانون کے نفاذ کا علم اور فہم ہو اور امانت کی بنیاد یہ ہے کہ دل میں خشیتِ الٰہی ہو۔

عدل اور قانون کے نفاذ کا مطلب یہ ہے کہ عادل اپنی یا قوم کی خواہشِ نفس کے اتباع سے گریز کرتا ہو اور صرف حق کے اتباع کا دم بھرتا ہو جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

"فَاحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ" (المائدۃ)

کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کر (اور) ان کی خواہشِ نفس کی پیروی سے پرہیز کرو۔"

نیز فرمایا: "فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ" (ص)

کہ حق کے مطابق لوگوں کے درمیان حکومت کرو، خواہش کا اتباع نہ کرو، وہ تجھے گمراہ کر دے گی۔"

اس لیے کہ حکومت صرف اسی کی ہے:

"إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ" (یوسف) حکومت اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔

"أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ" (اعراف) یہ بھی یاد رکھو کہ مخلوق بھی اسی (اللہ) کی ہے اور حکم بھی اسی اللہ کا چلنا چاہیے ــــــ اور ملک بھی اسی کا ہے:

"اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ" (فاطر) اللہ ہی تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت اور ملک ہے۔

اس میں آمیزش بالکل نہ ہونی چاہیے:

"إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ" (الزمر)

کہ ہم نے برحق کتاب آپ پر نازل فرمائی ہے تو خالص خدا ہی کی غلامی ملحوظ رکھیے!

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لیے خالص غلامی اور بے آمیز فرمانبرداری صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

حق کے ساتھ فیصلے کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی اختلاف رونما ہو تو اس کا علاج افہام و تفہیم سے کرو، پکڑ دھکڑ سے نہیں:

"فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ... (النساء)

یعنی اگر تمہارے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو"۔

(وہاں سے جو رہنمائی ہو، اس کے مطابق کام کیا کرو)

اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ غلط طریقہ سے کسی کو راستے سے ہٹانے کی کوشش نہ کیا کرو:

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ" (بنی اسرائیل)

کہ جس جان کو اللہ نے حرمت والا بنایا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو۔

کیونکہ جو لوگ اپنی برتری کے خبط میں مبتلا ہیں اور فساد کے متلاشی ہیں، وہ دنیا ہی میں نہیں، آخرت میں بھی ناقابلِ التفات ہیں:

"تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا

کہ آخرت کا یہ گھر ان کے لیے ہے جو زمین میں برتری کے خبط میں مبتلا نہیں ہیں اور نہ ہی تخریب کار ہیں۔ (القصص)

بلکہ انجام ان کا اچھا ہے جو پرہیزگار ہیں ـــــ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ○

ـــــ قیادت کا صحیح معنوں میں مستحق وہی شخص ہے جو مندرجہ بالا احکامِ الٰہی اور ان کے بیان کردہ شرائط اور معیارات پر پورا اترتا ہو۔

علاوہ ازیں ایک قائد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے دماغ میں شاہزادگی کا خمار نہ ہو بلکہ وہ صدقِ دل سے ملک و ملت کا خادم ہو اور اپنے تئیں ایک نوکر تصور کرتا ہو۔

ابو مسلم خولانی (ت ۶۲ھ) حضرت امیر معاویہؓ (ت ۶۰ھ) سے ملنے آئے تو "السلام علیک یا ایھا الاجیر" (اے نوکر تم پر سلام ہو) کہا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضرت امیر معاویہؓ نے اس کی تصدیق اور تائید فرمائی۔ اس پر حضرت خولانی نے کہا:

"انما انت اجیر استاجرک رب ھذہ الغنم لرعایتھا فان انت ھنأت جرباھا وداویت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مرضاها و حبيت ادلا ها على اخراه ففاك اجرك سيدك"

کہ ان بکریوں (رعایا) کے چرانے کے لیے رب نے آپ کو نوکر رکھ لیا ہے۔ اگر آپ نے ان کو وبائی امراض سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی اور ان کے بیماروں کی ... اور ان کا نظم قائم رکھا تو ان بکریوں کا مالک آپ کو مزدوری دے گا۔

— قیادت کی ذمہ داری کو صحیح طور نباہنے کا پتہ دراصل قائد کی نجی زندگی سے چلتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی نجی زندگی میں جو خدمات انجام دے سکتا ہو، وہ تو انجام نہ دے، لیکن لوگوں سے کہے کہ مجھے اقتدار دو تاکہ میں تمہاری خدمت کروں — جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

— ملتِ اسلامیہ کے سربراہ، ارکانِ مجلس اور حکامِ اعلیٰ کے سلسلہ کے یہ وہ خصائص ہیں جن کو ملکی دستور کی تدوین میں اوّلین حیثیت حاصل ہونی چاہیئے، جب آپ ہر چھوٹی بڑی شے بیان کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ حکومت کے کارکنانِ قضا و قدر کے بارے میں اسلام نے جن اسلامی اخلاق، ایمانی اقدار، اعمالِ صالحہ اور طہارتِ نفس کا ذکر کیا ہے، دستور میں ان کو آئینی حیثیت نہیں دی؟ اور اس کا آپ کو کیوں یقین نہیں آتا کہ جب تک حکمران طبقہ حاملِ قرآن نہیں ہوگا، وہاں جان بنا رہے گا اور بہتر سے بہتر دستور بھی ہاتھ آگیا تو محض ان کی وجہ سے رائیگاں جائے گا؟

ملتِ اسلامیہ کو چاہیے کہ وہ اپنی قیادت کے لیے اسلامی شرائط اور معیارات پر ترل کرنے کی ریت ڈالے تاکہ جو بھی ہمارے مقدر کا تارا بنے، ہماری بگڑی بنا دے۔

اگلے شمارہ میں ہم اسلامی ریاست کے سربراہوں کے اسلامی اخلاق اور طرزِ حیات کے نمونے پیش کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ آپ اندازہ کر سکیں کہ یہ صرف باتیں نہیں، ہماری تاریخ اور روایات ہیں جن کا اب ہم مکرر مشاہدہ کرنے کی جائز خواہش رکھتے ہیں۔

دستور

ابو عثمان اکبر

یہ پھول ہے یا سنگ گوارا کر لو — صیقل ہے کہ ہے زنگ گوارا کر لو
ہے ملک کے حالات کا اب یہ ہی تقاضا — دستور ہر رنگ گوارا کر لو!

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ